غیر مقلدوں کے فریب

مفتی جلال الدین احمد امجدی

ادارۂ معارف نعمانیہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اِدارہ معارف نعمانیہ
شادباغ،
لاہور (پاکستان)

سلسلہ اشاعت نمبر ۳

نام کتاب : ــــــــــــــ غیر مقلدوں کے فریب

ترتیب : ــــــــــــــ مفتی جلال الدین احمد امجدی

صفحات : ــــــــــــــ ۸۰

سَنِ اشاعت : ــــــــــــــ دسمبر ۱۹۹۴ء

تعداد : ــــــــــــــ ۲۱۰۰

مطبع : ــــــــــــــ

ناشر : ــــــــــــــ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

قیمت : ــــــــــــــ دعائے خیر

نوٹ :- بیرونی حضرات ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

۳۲۳، شاد باغ، لاہور، پاکستان

ان تمام مسلمانوں کے نام جو سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت سے ہیں اور ائمۂ اربعہ حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضور سیدنا امام شافعی، حضور سیدنا امام مالک یا حضور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدوں سے دور رہتے ہیں۔

اور

شعیب الاولیاء حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۸۷ھ) کے نام جنہوں نے اپنے رشد و ہدایت اور عظیم دینی ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام سے شمالی مشرقی یو، پی میں غیر مقلدیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا۔

جلال الدین احمد امجدی

فہرست مضامین

نگاہِ اوّلین

غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں وہ اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ انھیں فتنوں میں سے ان کی کتاب حقیقۃ الفقہ بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضافے کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے اور شروع سے آخر تک مکر و فریب سے بھری ہوئی ہے۔

چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے لئے مجھ سے کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ مگر ابھی جلد ہی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کا نیا فتنہ اٹھایا تو ہم ان کے کفری اور گمراہ کن عقیدے اس کتاب میں لکھ دئے، ان کی مکاریوں کے پردے چاک کر دیئے، ان کے پوشیدہ راز ظاہر کئے اور آخر میں کتاب مذکور حقیقۃ الفقہ کے چالیس فریب بھی لکھ دیئے تاکہ مسلمان اس گمراہ فرقہ سے دور رہیں، ان کے فتنے میں نہ پڑیں اور نہ اس نئے مذہب کی سہولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید فرمائے، انھیں غیر مقلدوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور میرے لئے اس کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

جلال الدین احمد امجدی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ ۶ جولائی ۹۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

لک الحمد یا اللہ! والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ!

یہ امت تہتّر مذہبوں میں بٹ جائے گی

جن میں صرف ایک مذہب جنتی ہوگا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً وَّتَفۡتَرِقُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ھِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ۔

بنی اسرائیل بہتّر مذہبوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتّر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے جہنمی ہوں گے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (ترمذی ص۸۹ مشکوٰۃ ص۳۰)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ امت تہتّر مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان میں صرف ایک مذہب والے جنتی ہوں گے باقی سب جہنمی ہوں گے ـــــ اور جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے عقیدے پر قائم رہیں گے۔

تصرّف واختیار کے متعلق حضور وصحابۂ کرام کا عقیدہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

أَهْلُ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ آيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا۔

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انھیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۴۳)

(۲) اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے۔

فَوَضَعَ يَدَهٗ فِى الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةٍ۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انھوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۵)

(۳) اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ لوگ ساری رات حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا فرمایا جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہ تمنا لئے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا

اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتُوْنِیْ بِہٖ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَالَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ ۔

علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا یارسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انھیں بلا کر لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ اس طرح تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۲۵)

(۴) اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترتے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انھوں نے اسی وقت گرم گرم اپنی پگڑی سے باندھ لی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔

اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُّ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا کَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ ۔

اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ تو حضور نے جب اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۷۷)

(۵) اور حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک بکری ہدیۃً بھیجی گئی۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا ابو رافع یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے۔ پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکایا۔ حضور نے فرمایا اے ابو رافع! ہم کو ایک دست دو۔ میں نے دست پیش کر دیا۔ پھر فرمایا دوسرا دست بھی دو۔ میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا۔ پھر فرمایا اے ابو رافع! اور دست لاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں۔

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتَّ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہتے جب تک کہ چپ رہتے (احمد، دارمی، مشکوٰۃ ص۵۴۱)

(۶) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ۔

اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۱)

(۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! خدائے تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟

قَالَ لَوْ قُلْتُھَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِھَا وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا۔

فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ ص۲۲۲)

کسی چیز کو حق جان کر دل میں جمائے ہوئے یقین کو ایمان و عقیدہ کہتے ہیں (۱)
تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت پر ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح اس بات پر بھی وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے عالم میں تصرف کی قوت بخشی ہے۔ اسی لئے آپ نے کفار مکہ کے مطالبہ پر اشارہ فرما کر چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اگر حضور کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو اشارہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے آپ ایک لمحہ کے لئے اسے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اور ضرورت پر انگلیوں کی گھائیوں سے دریا بہا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی طاقت وقوت بخشی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا کر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست مبارک پھیر کر واضح طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت مرحمت فرمائی ہے کہ میں اپنے تھوک سے بیماریاں دور کر دیا کرتا ہوں۔ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی پر صرف اپنا ہاتھ پھیر کر بغیر پلاسٹر کے فوراً صحیح کر دیتا ہوں۔ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ اگرچہ ایک بکری میں دو ہی دست ہوتے ہیں لیکن میں طلب کرتا رہوں اور پیش کرنے والا دینے کا ارادہ کرتا رہے تو ایک ہی بکری کے گوشت سے ہزاروں دست نمودار ہوتے رہیں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واضح الفاظ میں اپنے اس عقیدہ سے آگاہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر میں

---

(۱) غیاث اللغات ص۳۶۵ میں ہے عقیدہ چیزے را حق دانستہ دردل خود محکم گرفتن ۱۲

چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن اس سوال پر کہ کیا ہر سال حج فرض ہے ؟ اگر میں ہاں کہدوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے ۔

اور حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ جن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم میں تصرف کرنے کا اختیار بخشا ہے۔ اگر صحابۂ کرام کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ان حدیثوں کو بیان ہی نہیں کرتے ۔

تصرف واختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

تصرف واختیار کے بارے میں غیر مقلدوں کا عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدے کے خلاف ہے ۔ جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صفحہ ۵ پر لکھا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور ص۶ پر لکھا کہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر ۔ پھر ص۱۷ پر لکھا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں ...... اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو ۔

اور پھر اسی ص۱۷ پر لکھا کہ سب بندے بڑے اور چھوٹے عاجز ہیں اور بے اختیار اور ص۱۹ پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے...... اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ اور پھر ص۲۸ پر یوں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ پھر ص۴۰ پر لکھا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھر ص۴۲ پر لکھا کہ اولیاء انبیاء..... جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تصرف و اختیار کے متعلق جو حضور اور صحابہ کا عقیدہ ہے غیر مقلدوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق

حضور و صحابۂ کرام کے عقیدے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خدائے تعالیٰ نے پارہ ۲۸ رمیں ارشاد فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے (سورۂ منافقون۔ آیت ۸)

اور پارہ ۳۰ رمیں ارشاد فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۂ الم نشرح۔ آیت ۴)

اور پارہ ۲۲ رمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے یہاں عزت والے ہیں (سورۂ احزاب۔ آیت ۶۹)

اور پارہ ۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ عیسیٰ (علیہ السلام) دنیا و آخرت میں عزت والے ہیں (سورۂ آل عمران۔ آیت ۴۵)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِىْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِى اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّىْ اِنَّكُمْ تُرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَىَّ شَيْئٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِىْ كَمَا اَرٰى مِنْ بَيْنِ يَدَىَّ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۸)

غور کریں۔ حدیث شریف میں فِىْ مُؤَخَّرِ الصَّفِّ نہیں ہے کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ فِىْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اس کو دیکھ لیا۔

(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَہْرِیْ۔

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشید[ہ] نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۹ و صفحہ ۱۰۲)

(۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْ مَکَّۃَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِہِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُہُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵)

(۴) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ہُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ہٰذِہٖ۔

اللہ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

(۵) اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ

بیشک خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام

تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۔ کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۲۱)

(۶) اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ ۔ خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرما دیا ہے (ابو داؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۲۰)

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ دوسرے مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میری عزت ہے بلکہ میری وجہ سے مسلمانوں کی بھی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وہ مرتبہ ہے کہ اس نے میری رضا کے لئے میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ سارے انبیائے کرام خدائے تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ واضح فرمایا کہ جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میرے دیکھنے کے لئے درمیان کی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں بلکہ زمین کے اندر آدمیوں پر ہونے والے عذاب کو بھی دیکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان پر عذاب کیوں ہو رہا ہے۔

اور چوتھی حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عقیدہ کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے سارے واقعات کو میں ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ یعنی میں غیب جانتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابۂ کرام کا بھی یقیناً یہی عقیدہ ہے۔

اور اگر کبھی کوئی غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں بتایا تو اس لئے کہ یا تو اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور یا تو حضور کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ جیسے کہ اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آدمی جاننا چاہتا ہے جب تک کہ اس پر توجہ نہیں ہوتی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

اور آخر کی دونوں حدیثوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

انبیاء کو بھی موت آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
بس اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے

رسول کی عزت کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ان کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صفحہ ۱۰ پر لکھا۔ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی

ذلیل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو حضور کو سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ اور دوسرے انبیاء و اولیاء وغیرہ حضور سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ تو تقویۃ الایمان جو انبیاء اور اولیاء کی شان گھٹانے کے لئے لکھی گئی ہے اس کی مذکورہ بالا عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے یعنی چمار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور سید عالم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی اللہ کی شان کے آگے اتنی بھی عزت و وقعت نہیں جتنی کہ ایک چمار کی عزت و وقعت ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر تو صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور علم غیب کے بارے میں اسی کتاب کے صفحہ ۱۷ پر لکھا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی نبی ہوں یا ولی وغیرہ) سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ اور صفحہ ۲۴ پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۲ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد فتنہ و فساد کی ف تحریر کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے افترا کر کے یہ لکھ دیا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں ــــــ تقویۃ الایمان کی اسی تحریر کی بنیاد پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور ان کے یہ سب عقیدے حضور و صحابۂ کرام

کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہ

صحابۂ کرام اور تقلید

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام ہوئے جن میں سے صرف چھ
صحابہ یعنی چاروں خلیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حض
معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صد
وغیرہم مجتہد تھے باقی سب ان کے مقلد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس لئے کہ پانچویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رس
کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولوالامر ہیں (
نساء۔ آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں۔ اس
بادشاہوں پر عالموں کی فرمانبرداری واجب ہے اور عالموں پر بادشاہوں ک
فرمانبرداری واجب نہیں (تفسیر کبیر جلد اول ص۲۷۴) اور اس آیت کریمہ کے س
سے بڑے مصداق چاروں خلیفہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہر
زمانہ میں حاکم نہیں تھے۔

اور پھر پانچویں پارہ میں اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے۔

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ۔

جو معاملہ پیش آتا اگر اس کے لئے رسول اور اپنے عل
کی طرف رجوع کرتے تو ضرور خدا کا حکم جان لیتے وہ جو
فکر سے باریک حکم نکالتے ہیں۔ (سورۂ نساء۔ آیت ۸۳

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ استنباط یعنی قرآن و حدیث سے تفقہ کر کے مسائل نکالنے پر عالم ہی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے۔

اور چودھویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھو۔ (سورۂ نحل۔ آیت ۴۳)

اس آیت کریمہ میں نہ جاننے والوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں۔ لہٰذا وہ صحابۂ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔

تقلید کسے کہتے ہیں؟

عرف، لغت اور اصطلاح شرع میں بغیر چون و چرا کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ زید فلاں کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے فلاں کی بات مانتا ہے۔ اور المنجد میں ہے۔ یقال قلدہ فی کذا۔ ای تبعہ من غیر تامل ولا نظر۔ یعنی غور و فکر کے بغیر اس نے اس کی پیروی کی۔ اور غیاث اللغات میں ہے تقلید مجازاً بمعنی پیروی کسے بے دریافت حقیقت آں یعنی حقیقت دریافت کئے بغیر کسی کی پیروی کرنے کو مجازاً تقلید کہتے ہیں۔ اور مصباح اللغات میں ہے قلدہ فی کذا۔ اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور و فکر کے پیروی کی۔ اور حضرت علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ التقلید عبارۃ عن قبول قول الغیر بلا حجۃ ولا دلیل۔ یعنی حجت و دلیل کے بغیر کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

(التعریفات ص۵۷)

لہٰذا وہ صحابۂ کرام جو کسی دور کے قبیلہ میں رہتے تھے۔ ان کی تعلیم کے لئے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی عالم صحابی کو ان کے یہاں بھیجتے تھے تو وہ لوگ بلا حجت و دلیل اور حکم شرع کی حقیقت دریافت کئے بغیر اس عالم صحابی کی بات مانتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ اور جو صحابہ کہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے مگر وہ اونٹوں کے چرانے، باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری نہیں دے سکتے تھے وہ جانکار صحابہ سے پوچھ کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور جو حضور کی خدمت میں بآسانی حاضر ہو سکتے تھے وہ ہر مسئلے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو سارے صحابہ نے خدائے تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مجتہد صحابہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی تقلید کی۔ اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ مقلد ہوئے۔

لہٰذا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب صحابۂ کرام ہی کے راستہ پر چلتے ہوئے بڑے بڑے مجتہد عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے نکالے ہوئے مسائل میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ اصل مذہب صحابہ ہی کا ہے، ان کی اصل حدیث ہے اور حدیث کی اصل قرآن ہے اس طرح اماموں کی تقلید صحابۂ کرام ہی کی پیروی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ مبارکہ سے جاری ہے۔

لیکن غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں، اسے گمراہی قرار دیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تقلید کو شرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جاہل عوام اور پڑھے لکھے سب کے سب غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید ضرور کرتے ہیں

غیر مقلدوں کی تقلید

اگرچہ غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں مگر ان میں کے چھوٹے بڑے ہر ایک کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر ہے تجارت کرنے والے کھیتوں میں ہل چلانے والے اور گھسیارے وچیرواہے وغیرہ سارے غیر مقلدین قرآن و حدیث سے مسئلہ نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اپنے مولویوں کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر وہ جو اپنے قیاس سے مسئلہ بتاتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک غیر مقلد تانبہ کو پیتل سے بیچنا چاہتا ہے تو ایک کو دوسرے کے برابر یا کم و بیش کر کے نقد اور ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ ا... معلوم کرنے کے لئے اس کو اپنے مولوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا... اس لئے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ تو غیر مقلد مولوی خود قیاس کر کے مسئلہ بتائے گا اور اس پر عمل کرائے گا۔ اور مقلد عالم قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے امام کے بنائے ہوئے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کرے گا۔ اس طرح غیر مقلد اپنے علاقہ کے موجودہ مولوی کی تقلید کرتا ہے۔ اور مقلد ساری دنیا کے مانے ہوئے مجتہد عالم دین کی تقلید کرتا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان کی بات مانتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ وہ حجت و دلیل کے اہل نہیں۔ لہٰذا وہ حجت و دلیل کے بغیر اپنے مولویوں کی بات مانتے ہیں اور اس طرح کسی کی بات ماننے ہی کو تقلید کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتابوں کے حوالوں سے پہلے گذر چکا۔

اور رہے ان کے مولوی تو وہ بلا حجت و دلیل اپنے بڑوں کی باتیں مانتے ہیں اس طرح وہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور غیر مقلد نواب وحید الزماں اس پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسمٰعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہنے لگے ـــــــ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو کہ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر (پیچھے پیدا ہوئے) ہیں۔ ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ بحوالہ شیشے کے گھر صفحہ ۲)

نواب وحید الزماں کی اس تحریر سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ غیر مقلدین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید سے تو انکار کرتے ہیں مگر ابن تیمیہ ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں سے سوالات

غیر مقلد عوام اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعوٰی کو ثابت کرنے کے لئے مولوی انوار اللہ معرفت صوفی عشرت علی صدیقی مسجد امام بارہ نرکھا بانسی ضلع سدھارتھ نگر۔ اور ملک محمد اظہر شاداب دواخانہ بید ولہ چوراہا ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر کی طرف سے غیر مقلد مولویوں سے مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے۔

۱۔ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟
۳۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟
۴۔ تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

اور بعض غیر مقلد مولویوں سے اس طرح سوال اجمالاً کیا گیا کہ تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر اور کم زیادہ کر کے ادھار اور نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اور چونکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں۔ قیاس نہیں مانتے۔ اس لئے ہر ایک مولوی کے پاس یہ نوٹ بھی لکھ دیا گیا کہ مسئلہ کی ہر صورت کا جواب قرآن و حدیث کے حوالوں سے تحریر کریں۔

یہ سوالات درج ذیل غیر مقلد اداروں اور مولویوں کو بھیجے گئے۔

(۱) صدر آل انڈیا اہل حدیث جامع مسجد دہلی۔ (انڈیا)
(۲) جامعہ سلفیہ بنارس (یو، پی۔ انڈیا)
(۳) عبید اللہ رحمانی۔ پورہ رانی مبارکپور۔ ضلع اعظم گڈھ (یو، پی۔ انڈیا)
(۴) مدیر معہد التعلیم الاسلامی ذاکر نگر۔ نئی دہلی (انڈیا)
(۵) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم کرشنا نگر (نیپال)
(۶) مدرسہ اہل حدیث خیر العلوم ڈومریا گنج۔ ضلع سدھارتھ نگر (یو، پی۔ انڈیا)
(۷) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم بونڈیہار۔ ضلع گونڈہ (″ ″ ۔ ″)
(۸) مدرسہ اہل حدیث ریواں پوسٹ ملہوار۔ ہلور (″ ″ ۔ ″)
(۹) مدرسہ اہل حدیث نرکٹہا۔ بانسی ضلع سدھارتھ نگر (″ ″ ۔ ″)
(۱۰) مدرسہ اہل حدیث بانسی خاص ″ ″ ″ (″ ″ ۔ ″)
(۱۱) الجامعۃ المحمدیہ منصورہ۔ مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر۔ ″)
(۱۲) مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار۔ ضلع سدھارتھ نگر (یو، پی۔ انڈیا)

ان میں آخرالذکر دو کے علاوہ کسی نے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ جن لوگوں کے پاس کسی کے بدست سوال بھیجے گئے ان میں کے بعض نے تو یہ کہہ کر جواب لکھنے سے انکار کردیا کہ ہمارے بڑے حضرت نے فرمایا ہے کہ کسی کٹر پنتھی سنی کے سوال کا جواب مت لکھنا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر سوال واپس کردیا کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فتویٰ منگالیں۔ اور بعض مولویوں نے اپنی بیماری کا بہانہ بناکر جواب دینے سے چھٹکارا حاصل کرلیا اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب لکھواکر ہم کو پھانسنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نہیں لکھیں گے۔ اور جن لوگوں کے پاس بذریعہ ڈاک سوال روانہ کیا گیا انھوں نے خاموشی اختیار کرنے اور ردی کی ٹوکری میں جوابی لفافہ کو ڈال دینے ہی میں اپنی بھلائی سمجھی۔

الجامعۃ المحمدیہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے اس مسئلے میں عالموں کے اختلاف کا ذکر کیا پھر آخر میں لکھا۔

> میرے نزدیک اگر تانبہ اور پیتل سکے [illegible] کل میں ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس ایک ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس واسطے انھیں کمی بیشی کے ساتھ تو فروخت کرسکتے ہیں مگر اُدھار فروخت نہیں کرسکتے۔ جیسے سونے کو چاندی سے فروخت کرنے کی صورت میں ہے۔ لیکن سکہ کی شکل [illegible] ں تو چونکہ علت ثمنیت نہیں رہ جاتی ہے اور جنس بھی الگ الگ ہے اس واسطے کمی بیشی کے ساتھ اور نقد واُدھار دونوں طرح فروخت کرسکتے ہیں۔
>
> [illegible] مل الرحمٰن المدنی الجامعۃ المحمدیہ
>
> منصور مالیگاؤں۔ ۲۰؍۱۲؍۹۳ء

اور مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے بھی جواب میں پہلے اس مسئلے کے متعلق عالموں کے اختلاف کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد لکھا۔

> سوال جو بطور استفتار کیا گیا ہے اس میں دو مختلف چیزوں کے آپس میں تبادلہ برابر، برابر یا کم و بیش کے ساتھ کی بات کی گئی ہے۔ لیکن جب وہ دو جنس ہیں تو ان کا آپس میں نقد ہو یا اُدھار۔ برابر، برابر ہو یا کم و بیش ہر صورت میں بیچنا جائز ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں گیہوں اور جو کو دو صنف شمار کیا گیا ہے۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب
>
> کتبہ شہاب اللہ جنگ بہادر
>
> ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء عـہ

غیر مقلدوں کے ان دونوں مولویوں نے فتویٰ میں قرآن کی آیت اور ایسی کوئی حدیث نہیں پیش کی جس میں تانبہ کو پیتل سے بیچنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہو بلکہ دونوں مولویوں نے اپنے قیاس سے جواب دیا ہے کہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے جنس اور ثمنیت کی بنیاد پر جائز اور ناجائز ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر قیاس کیا ہے۔

عـہ اسلام میں عربی تاریخ و سنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا۔ اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے انتقاد الرجیح کے غالباً صـ۶۲ پر آپ کو صریح گمراہ بتایا ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت کے رسالۂ مبارکہ اظہار الحق الجلی کے صـ۱۱ پر ہے۔ شاید اسی لئے غیر مقلدوں کے دونوں مولوی مفتی ہونے کے باوجود عربی تاریخ و سنہ لکھنے سے گریز کئے ہیں ۱۲ منہ

لہذا کھلم کھلا ثابت ہوگیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اوران کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد مولوی خود قیاس کرتے ہیں اوراپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اوران کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔

یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کرسکتا۔ جسے دعویٰ ہو سامنے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتّا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتّا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتّا درکنار۔ سوئر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگی؟ کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نہم صـ۲۷)

غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تونے احسان فرمایا (سورۂ فاتحہ)

اور جن پر خدائے تعالیٰ نے احسان فرمایا ان کا ذکر پانچویں پارہ میں یوں

سے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ	جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ	وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے
النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ	احسان فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور
وَالصّٰلِحِيْنَ ۔	صالحین کے ساتھ (سورۂ نساء آیت ۶۹)

ان دونوں آیتوں کے مضمون ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی، حضرت ابویزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوبکر شبلی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت محی الدین بن عربی، حضرت امام محمد غزالی، حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد کبیر رفاعی، حضرت مولانا رومی، حضرت شیخ فریدالدین عطار، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت صوفی حمیدالدین ناگوری، حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی، حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت مخدوم مہائمی بمبئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

دنیائے اسلام کے یہ مشہور ترین اولیاء اللہ، شروع سے لے کر اب تک چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے۔ اور اولیاء اللہ کے طریقہ کو خدائے تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا۔ تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ

جو لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلتے اور چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستہ سے ہٹے ہوتے ہیں اور گمراہ و بد مذہب ہیں۔

اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی غیر مقلد کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنا غیر مقلدوں کا شیوہ ہے۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والا مومن بھی نہیں ہو سکتا ولی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

نوٹ:۔ غیر مقلدین کو چاہئے کہ توبہ کرکے یا تو مقلد ہو جائیں اور یا تو تقلید کے سبب مذکورہ بالا بزرگوں کے گمراہ ہونے کا اعلان عام کریں۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاكَ الزَّلَازِلُ

اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دعا کے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انھوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! اس پر حضور نے پھر وہی پہلی دعا کی۔ اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ تو پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا

وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۱)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا جب اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن مارنے کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی حلق کے نیچے نہیں اترے گا (ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۵)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ذوالخویصرہ کی گستاخی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پوجنے والوں کو چھوڑ دیں گے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۵)

اوپر کی حدیثوں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے جو نجد سے فتنوں کے اٹھنے اور گستاخِ رسول ذوالخویصرہ کی نسل سے ایک ایسی جماعت کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں

کو چھوڑ دیں گے۔ تو حضور کے ارشاد کے مطابق اسی کے خاندان سے محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا اور حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیا۔

اس کی صورت یہ ہوئی کہ محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔ ایک موحد مسلمان۔ دوسرے مشرک مسلمان۔ جو اس کی من گھڑت توحید کو مانتا اسے وہ موحد مسلمان قرار دیتا اور باقی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا، انھیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا۔ اس لئے شروع میں زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھر تباہ و برباد ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

اَتْبَاعُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ۔

عبدالوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اسی لئے ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے عالموں کے قتل کو جائز ٹھہرایا (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)

اور دیوبندی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی

سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے (شہاب ثاقب ص ۴۲)

اور لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں۔ اور ان سے قتل وقتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۴۳)

اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولانا خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں۔

کَفَّرَ الْوَهَابِيَةُ أَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْأُمَّةَ۔ محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ (المہند ص ۳۷)

اور مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں کہ نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔ (مقالات محمد علی حصہ اول ص ۳۰)

ہندوستان میں فتنۂ وہابیت

ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا حنفی مذہب مان کر اسی

مذہب کی کتابیں ہدایہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری اور در مختار کا انگریزی میں ترجمہ کرایا اور انھیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہا پھر چونکہ اس ملک میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمان اس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے مولوی اسمٰعیل دہلوی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے انہوں نے سوچا کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کرکے ہم بھی اپنے ماننے والوں کا ایک لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

اس خیال کے پیش نظر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب التوحید عربی کا اردو میں چربہ اتارا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریر کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی (۱) رسول کے لئے قوم کے چودھری کا درجہ بتایا (۲) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو زنا کے خیال اور گدھے و بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر قرار دیا (۳) نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے والے کو مشرک ٹھہرایا (۴) جو حضور کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اسے ابوجہل کے برابر مشرک بتایا۔ (۵) علی بخش، حسین بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین و غلام معین الدین نام رکھنے کو شرک ٹھہرایا (۶) کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا۔ ان ساری چیزوں کو شرک قرار دیا۔ (۷)

---

(۱) تقویۃ الایمان ص۳۸ و ص۳۹ (۲) تقویۃ الایمان ص۴۲ (۳) صراط مستقیم فارسی ص۸۶ (۴) صراط مستقیم ص۸۶ (۵) تقویۃ الایمان ص۶ (۶) تقویۃ الایمان ص۳ (۷) تقویۃ الایمان ص۷ و ص۸

غرضکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے میں شیخ نجدی کی پوری پیروی کی۔ البتہ وہ حنبلی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا مگر دہلوی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لہذا تقلید کی ضرورت نہیں کہ وہ بدعت و گمراہی ہے۔ اس طرح بقول اعلیحضرت فاضل بریلوی ۱۲۳۳ھ میں وہابی غیر مقلد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔(۸)

غیر مقلدین کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی ہی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منظور کرایا(۹) مگر اب نجدی ریالوں کی چمک دمک نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بڑے فخر سے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبدالوہاب نجدی سے جوڑ کر خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں ؏

دیوبندیوں کے عقیدے وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے عقیدے ہیں۔ مگر اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں؟ اسے جاننے کے لئے مندرجہ ذیل عبارتیں پڑھیں۔

دیوبندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی

---

(۸) اظہار الحق الجلی ص۹ (۹) دیکھئے مقدمہ حیات سید احمد شہید ص۲۶ وسیرت ثنائی ص۳۷۲

؏ اس باب میں آخری دو حوالوں کے علاوہ سارے حوالے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف "شیشے کے گھر" سے لئے گئے ہیں ۱۲ منہ

محمد حسین بٹالوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج۔ حضرت (تھانوی صاحب) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ "اشاعۃ السنہ" میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۴۲)

اور لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے، بے دینی کی نہیں۔ ہاں جو ائمہ مجتہدین پر تبرا کرے تو بے دینی ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۳۴)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں۔ حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں۔ اپنے ہی مقلد ہیں حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا بڑے ہی خطرے میں ہوتا ہے سوء خاتمہ کا (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴) -

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کے مذہب کا حاصل مجموعۂ رخص (رخصتوں پر عمل کرنا) ہے جس کا نتیجہ اکثر بد دینی ہے (افاضات یومیہ ج ۴ ص ۲۶۹)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے۔ البتہ مقلد ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ بعضے آزاد

غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا اُس کھیت میں منہ مارا۔ نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھان ہے۔ (افاضات یومیہ جلد ۴ ص۲۹۴)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ اکثر پکے محب دنیا ہیں۔ بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اس سے آگے بڑھ کر یہ ہے کہ بدزبانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گئے۔ ہاں بعضے محتاط بھی ہیں وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ (اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ افاضات یومیہ جلد ا ص۲۲۲)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے۔ طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ماشاءاللہ ان کی نیت پر بھی شبہ ہے سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے (افاضات یومیہ جلد ا ص۳۰۹)

پھر تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سوءظن (بدگمانی) کا خاص مرض ہے۔ کسی کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے۔ بڑے ہی جری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں۔ (افاضات یومیہ جلد ۲ ص۳۲۲)

اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سابق مدیر محمد سعید الرحمن علوی لکھتے ہیں دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے (تقدیم اہل حدیث اور انگریز ص۳)

اور مولوی بشیر احمد قادری دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی (پاکستان) لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اس (غیر مقلد) فرقے کا ظہور و وجود انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہین منت ہے۔ ہندوستان میں جب انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار و خلفشار اختلاف و افتراق اور تشتت و لامرکزیت پیدا کرنے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے شاطرانہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔ ...... کیونکہ وہ ابلیسِ سیاست تھا بنا بریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبع، مصدر اور سرچشمہ ہے۔ اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقہ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔ (اہل حدیث اور انگریز ص۶)

پھر آخر میں بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔ کیا وہ جماعت (جس کے بانی اور موسس ایسے گھناونے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گذری ہو، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جاں نثاری ہو، جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں) محب وطن اور ملک و ملت کی غم خوار اور بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ اور یقیناً نہیں .... جب ان کے اکابر (بڑوں) کے کردار کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر (چھوٹوں) کے کردار کا اندازہ ناظرینِ کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

(اہل حدیث اور انگریز ص ۱۰۵-۱۰۴)

اور دیوبندیوں کے مشہور مولانا قاضی محمد عبد القوی ملتانی منکرین حدیث کے تعاقب میں لکھتے ہیں کہ اس فتنے کے بانیوں اور قائلین میں مندرجہ ذیل کم فہم

مقلدینِ مغرب کے نام نظر آتے ہیں۔

(۱) عبداللہ چکڑالوی۔ یہ لاہور کی کسی مسجد میں امام تھا اور مسلک غیر مقلدین کا پابند، حضرات ائمہ اربعہ اور حضرات محدثین کے بارے میں ناشائستہ کلمات اور سب وشتم روا رکھتا تھا۔ بعد میں اپنی بدفہمی اور غیر مقلدیت کے پیش نظر کتب احادیث کا انکار کرتے ہوئے حجیت حدیث کا منکر ہو گیا۔

(۲) سر سید احمد خاں اور غیر مقلد عالم مولوی چراغ علی بھی اس فتنے میں عبداللہ چکڑالوی کے ہم خیال بن گئے اور ان بدطینت انسانوں نے اسلام میں تحریف کا سلسلہ شروع کیا اور اہل تجدد اور اہل قرآن کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ آج کل مولوی اسلم جیراج پوری ہندوستان میں اور غلام احمد پرویز (یہ بھی اپنے پیشواؤں کی طرح غیر مقلد ہے) پاکستان میں، انھیں کے معنوی وروحانی اولاد ہیں۔ بحر العلوم علامہ محمد زاہد الکوثری الترکی فرماتے ہیں۔

العجیب ان الاکثر من منکری الحدیث کانوا غیر مقلدین و بعض من غیر مقلدین صاروا رافضین وبعض منہا صاروا قادیانیین کنور الدین النائب الاول لمرزا القادیانی الملعون وغیرہ لان عدم التقلید ھو للامذھبیۃ ولامذھبیۃ قنطرۃ الالحاد۔	تعجب ہے کہ بہت سے (چکڑالوی یعنی) حدیث کے نہ ماننے والے پہلے غیر مقلد تھے۔ اور کچھ غیر مقلدین میں سے رافضی ہو گئے۔ اور کچھ غیر مقلدین ہی میں سے قادیانی ہو گئے جیسے نورالدین جو کہ مرزا (غلام احمد) قادیانی ملعون کا پہلا جانشین بنے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے بھی۔ اس لئے کہ تقلید نہ کرنا لامذہبیت ہے اور لامذہبیت کفر و بے دینی کا پل ہے۔ (لہذا تقلید نہ کرنا کفر و بے دینی کا پل ہے) ؎

؎ ترجمہ از مولانا محمد شہاب الدین نوری

اس موقف کی تائید امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ نواب صدیق حسن خانصاحب کے گیارہ عالم غیر مقلد رفقاء اور ساتھی غیر مقلدیت کے جوش و ولولہ میں نواب صاحب کو چھوڑ کر مسیلمۂ پنجاب مرزا قادیانی کے مرید جا بنے۔ جس پر نواب صاحب نے غیر مقلدیت کے مضرات پر قلم اٹھایا اور مضامین لکھے (کشف المعضلات فی حل سوالات لجامع الترمذی ص۲۳ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)

اور دار العلوم دیوبند کے مشہور مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں "کچھ تجربہ اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ انسان غیر مقلد ہو کر بد تہذیب، بدزبان بے باک بہت ہو جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ نہ مسلمانوں کو گالیاں دینے سے کچھ باک ہوتا ہے۔ نہ صحابی کو فاسق کہنے سے ننگ معلوم ہوتا ہے۔ نہ حدیث کے خلاف سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ نہ قرآن کی مخالفت کرنے سے۔ (قطع الوتین ج۱ ص۲۱)

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول

غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بنائے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنا نیا مذہب پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلا اصول ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے زمانہ کے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔ چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر غوث صمدانی قطب ربانی

محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے حالات وکرامات اور فضائل ومناقب پر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے محدثین کرام اور علمائے عظام نے بے شمار کتابیں لکھیں اور جن کی عظمت وبزرگی کا ڈنکا سارے عالم میں بج رہا ہے۔ انھوں نے خود تحریر فرمایا۔

وَهِيَ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِيْ هِيَ غَايَةُ أَحْوَالِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ يُرَدُّ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنُ فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ جَلَّ وَعَلَا فِيْ بَعْضِ كُتُبِهٖ يَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ اَطِعْنِيْ اَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ۔	اور یہی فنا کی حالت ہے جو اولیا وابدال کے حالتوں کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۹)

لہٰذا جو مسلمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات مانے گا وہ کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا کہ ان کے مذہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبۂ تکوین پر پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ـــــ اس لئے ان کے سارے اصولوں میں سب سے اہم اصول یہی ہے کہ پہلے کے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔

دوسرا اصول | غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی

تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لئے کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً دنیائے اسلام کے مشہور مفسر قرآن حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پ۱۵ رکوع ۱۲ کی آیت کریمہ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ	جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے
بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ کُنْتُ	تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ
لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا۔ فَاِذَا صَارَ نُوْرُ	نے کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا فرمایا ہے (۱) تو جب
جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ، فَسَمِعَ الْقَرِیْبَ	اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور
وَالْبَعِیْدَ۔ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ	و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور
بَصَرًا لَّهٗ، رَاَى الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ۔	اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں
وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ	کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی جلال کا نور اس کا ہاتھ
قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِی السَّهْلِ وَالصَّعْبِ	ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک
وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ۔	کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۸۱)

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ   مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا

یعنی آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ دعا کی مقبولیت سے کامیاب ہوئے حالانکہ

(۱) بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹۶۳ کی مشہور حدیث قدسی اِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ الخ کی جانب اشارہ ہے۔

آپ کے باپ ہیں (قصیدۂ نعمانیہ)

اور حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْہِ وَسِیْلَتِیْ ۔ اَرْجُوْبِھِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

یعنی آل نبی میرے لئے ذریعۂ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے وسیلہ ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے طفیل کل (قیامت کے دن) اللہ میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے گا۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۰)

امام رازی کی تفسیر میں تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے سے جب اللہ کے جلال کا نور بندے کا کان، آنکھ اور ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بغیر کسی مشین کے دور کی آواز کو سنتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امام اعظم و حضرت امام شافعی کے اشعار سے وسیلہ کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں غیر مقلدین کے یہاں شرک ہیں۔ اس لئے انھوں نے یہ دوسرا اصول بنایا کہ ہم کسی مفسر اور کسی مجتہد کی بھی کوئی بات ہرگز نہیں سنیں گے۔

نواب وحید الزماں جو خود بھی غیر مقلد ہیں وہ اس طرح کی آزادی پر اپنے بھائیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں۔ انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے

(حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ بحوالہ شیشے کے گھر صفحہ ۱۹)

سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی پروا نہ کرنے اور جو تفسیر کہ حدیث

شریف میں آچکی ہے اس کے بھی نہ سننے ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر لکھی ہے غیر مقلدوں نے بھی اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس مذہب کے مانے ہوئے عالم مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی اس تفسیر کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ "الفاظ غلط، معانی غلط، اسنادات غلط۔ بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ لی (الاربعین صـ۳ بحوالہ شیشے کے گھر صـ۱۲۲)

تیسرا اصول غیر مقلدین کا تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اسے ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔ اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسانی کو پسند کرتا ہے۔ تو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا پرانا مذہب چھوڑ دیں گے اور غیر مقلد ہو کر ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں گے۔

تراویح غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت ہے کہ مسلمان دن بھر روزہ رکھنے کے ساتھ کاروبار کی مشغولیت کے سبب تھک جاتے ہیں اور کھانے کے بعد چاہتے ہیں کہ جلد آرام کریں۔ تو انھوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کر دی تاکہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پاکر غیر مقلد ہو جائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں۔ حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انھوں نے فرمایا۔

كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ہم صحابۂ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ

بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ رواه البيهقي في المعرفة)

عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

اس حدیث شریف کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص۱۷۵ میں ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

امام نووی شافعی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر۔ مؤطا امام مالک صـــــ)

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

اکثر عالموں کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی، حضرت عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے، اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے (ترمذی شریف ص۹۹)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ ص۳۵۵ میں ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔

علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے۔ علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حضرت اُبی بن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔

اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص۱۷۵ پر لکھتے ہیں۔

ثَبَتَ اِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلٰی عِشْرِيْنَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ فَمَنْ بَعْدَهُمْ اَخْرَجَهٗ مَالِكٌ وَّابْنُ سَعْدٍ وَّالْبَيْهَقِیُّ وَغَيْرُهُمْ۔

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

لیکن غیر مقلدین کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط، اس مضمون کی حدیثیں تخریج کرنے والے امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی غلط، صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط، بڑے بڑے امام، حضرت سفیان ثوری، حضرت ابن مبارک اور حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس رکعت قرار دینا غلط، جمہور علماء کا قول غلط اور مکہ شریف والوں کا بیس رکعت پڑھنا یہ بھی غلط۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کے ماننے کا یہ دم بھرتے ہیں انھوں نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۱۸ پر لکھا کہ عَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً (یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے)

وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ تراویح کے مسئلہ میں اگر وہ شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں تو بیس رکعت پڑھنے میں نفس کو تکلیف ہوگی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مقلدین کو غیر مقلد وہابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

اور اسی بنیاد پر کہ لوگ غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ تجارت کے مال اور چاندی سونا کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں (۱)

قربانی غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہونے کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے تاکہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ ہمارا نیا مذہب قبول کرلیں۔ حالانکہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث شریف مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اَیَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَۃٌ اَفْضَلُھَا اَوَّلُھَا — قربانی کے دن تین ہیں۔ ان میں کا افضل پہلا دن ہے (ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳۱)

اور حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی — عید اضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے (موطا امام مالک ص ۱۹۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔ اس طرح ہمیشہ سے وہ تین ہی دن قربانی کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ مکہ شریف میں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک یہ حدیثیں غلط ساری دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ ص ۱۰۱ و ۱۰۲

والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا وہ بھی غلط۔

ہم کہتے ہیں اگر قربانی چار دن جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ حالانکہ وہ صرف تین دن ہیں اس لیئے کہ تشریق کے معنیٰ ہیں گوشت کو ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ چونکہ عرب والے ۱۰ ذی الحجہ کا گوشت ۱۱ کو، ۱۱ کا گوشت ۱۲ کو اور ۱۲ ذی الحجہ کا گوشت ۱۳ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے اس لئے ۱۱ سے ۱۳ ذی الحجہ کل تین دن ایام تشریق ہوئے۔ مصباح اللغات میں ہے شرف اللحم گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا

المنجد میں ہے۔

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ هِیَ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ لِاَنَّ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ تُشَرَّقُ فِیْهَا

ایام تشریق (عید اضحیٰ کے بعد) تین دن ہیں اس لئے کہ قربانی کا گوشت ان دنوں میں خشک کیا جاتا ہے۔

اور صراح میں ہے ایام تشریق سہ روز بعد از نحر۔ اور مصباح اللغات میں ہے ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد تین دن۔ اس لئے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

لغت کی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایام تشریق تین ہی دن ہیں۔ اور جب ایام تشریق تین ہی دن ہیں تو قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ اگر قربانی چار دن ہوتی تو یقیناً ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ اس لئے کہ جب ۱۰ ذی الحجہ پہلے دن کا گوشت عرب والے ۱۱ کو سکھاتے تھے تو کئی دن مسلسل گوشت کھانے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ کا گوشت ۱۴ کو بدرجۂ اولیٰ سکھاتے اس طرح تین دن کی بجائے چار دن ایام تشریق ضرور ہو جاتے۔ لیکن ہیں وہ تین ہی دن۔ جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ غیر مقلدوں

نے صرف سہولت و آسانی اور چار دن تک گوشت کی فراوانی عوام کو دکھا کر اپنی طرف کھینچنے کے لئے چار دن قربانی کو جائز کر رکھا ہے ——— اور اسی بنیاد پر کہ لوگ سہولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکرا کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں(۱) ایک نیا مذہب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لئے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے مرغی، مرغا کی قربانی بھی جائز ہے۔ اور جس طرح بیل اور بھینس وغیرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اسی طرح بکری، بکرا اور مرغی، مرغا کی قربانی بھی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے(۲) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

سچ فرمایا مخبر صادق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ

یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ۔ رواہ مسلم

آخری زمانہ میں (ایک گروہ) دجالوں اور کذابوں یعنی فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں (مسلم مشکوٰۃ صـ ۲۸)

طلاق غیر مقلدوں کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کے مسئلہ

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ صـ ۳۴۲
(۲) دیکھئے استفتار فتاوی فیض الرسول جلد دوم صـ ۴۵۱

کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے کہ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے تو حنفی اور شافعی وغیرہ سب لوگ کہتے ہیں کہ حلالہ کرانا پڑے گا جس میں دوسرے شوہر کا کم سے کم ایک بار ہمبستری کرنا بھی ضروری ہے۔ تو اس سے لوگوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہٰذا ہم لوگ یہ صورت اختیار کریں کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لئے ہماری طرف آجائیں اور ہمارا اپنا مذہب قبول کر کے غیر مقلد وہابی ہو جائیں۔

واضح رہے کہ اگر ابھی صرف نکاح ہوا اور ہمبستری نہیں ہوئی کہ شوہر نے ایک دم تین طلاقیں اپنی بیوی کو اس طرح دیں کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ تو اس صورت میں سب کے نزدیک صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اس لئے کہ جب شوہر نے پہلی بار کہا تجھے طلاق ہے تو عورت اسی وقت فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور چونکہ ایسی عورت کے لئے عدت نہیں اس لئے دوسری اور تیسری بار کہنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی کہ طلاق کے لئے عورت کا نکاح یا عدت میں ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسی عورت کے متعلق یوں کہا کہ اسے تین طلاق۔ تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور اگر نکاح کے بعد بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو پھر چاہے اس سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے ــــــ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین

طلاق دے چاہے کئی مجلسوں میں۔ جیسے کہ کسی شخص کو تین دو کانوں کے بیچنے کا حق حاصل ہو اور وہ تینوں کو بیچ دے تو تینوں بک جائیں گی۔ چاہے وہ تینوں دو کانیں ایک ہی مجلس میں بیچے چاہے کئی مجلسوں میں۔ لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں دو کانیں اور بکے صرف ایک۔ اسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کر سکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک۔ اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑ جانے پر جمہور صحابۂ کرام تابعین عظام اور چاروں ائمۂ اسلام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کا اتفاق ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْمَعْنٰی فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِی مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ الخ كَمَا اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اَوْ اَلْبَتَّةَ وَهٰذَا هُوَ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ۔ وَاَمَّا الْقَوْلُ بِاَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ فِیْ مَرَّةٍ وَّاحِدَةٍ لَا يَقَعُ اِلَّا طَلْقَةٌ فَلَمْ يُعْرَفْ اِلَّا لِابْنِ تَيْمِيَةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ وَقَدْ رَدَّ عَلَيْهِ اَئِمَّةُ مَذْهَبِهٖ حَتّٰى قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّهٗ	مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاق دے یا الگ الگ۔ ہر صورت میں عورت حرام ہو جائے گی (جب تک کہ وہ حلالہ نہ کرے) جیسے کہ بیوی سے جب کہا تجھے تین طلاق ہے۔ یا طلاق بتہ۔ اسی پر عالموں کا اتفاق ہے۔ اور یہ کہنا کہ ایک دم کی تین طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ تو یہ صرف ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا۔ اس کے مذہب کے اماموں نے اس کا رد کیا یہاں تک کہ عالموں نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر ہے (تفسیر صاوی)

الضَّالُّ الْمُضِلُّ۔ (جلد اول صفحہ ۹۶)

اور حضرت سُوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خثعمیہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا بڑا غم ہے تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔

لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ اَوْحَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ اَیُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا عِنْدَ الْاَقْرَاءِ اَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ لَرَاجَعْتُهَا۔

اگر میں نے اپنے جد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے نہ سنا ہوتا۔ یا یوں فرمایا کہ اگر میں نے اپنے والد سے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے یا مبہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بغیر حلالہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ تو عائشہ سے میں رجعت کر لیتا (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۶)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے چاہے تین طہروں میں۔ بہر صورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَالَ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ رَادُّهَا اِلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَنْطَلِقُ اَحَدُکُمْ

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی۔ راوی نے کہا تو حضرت ابن عباس چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ عورت کو

فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ۔

اس کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا تم بیوقوفی کر کے چلتے ہو پھر کہتے ہو اے ابن عباس! اے ابن عباس! اور بے شک خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تیرے نکاح سے نکل گئی (ابوداؤد شریف صفحہ ۲۹۹)

حضرت امام ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو حمید اعرج وغیرہ نے حضرت مجاہد سے۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۲) اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن مرّہ سے روایت کیا۔ اور انھوں نے سعید بن جُبیر کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۳) اور ایوب و ابن جُریج دونوں نے اس حدیث کو عکرمہ بن خالد سے روایت کیا۔ اور انھوں نے بواسطۂ سعید بن جُبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۴) اور ابن جُریج نے اس حدیث کو عبدالحمید بن رافع سے بھی روایت کیا۔ اور انھوں نے عطا کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۵) اور اعمش نے اس حدیث کو مالک بن حارث سے روایت کیا۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (۶) اور اس حدیث کو ابن جریج نے عمرو بن دینار سے بھی روایت کیا اور انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ان سب نے تین طلاقوں کے

بارے میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس نے ان کو تین برقرار رکھا انھیں ایک طلاق نہیں ٹھہرایا (ابوداؤد شریف ص۲۹۹)

اور حضرت نافع بن عجیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ

اِنَّ رُکَانَۃَ بْنَ عَبْدِ یَزِیْدَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَہٗ سُھَیْمَۃَ اَلْبَتَّۃَ فَاَخْبَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ وَقَالَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رُکَانَۃُ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَرَدَّھَا اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

میرے دادا رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ طلاق دی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں عرض کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے صرف ایک طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا تم نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے؟ رکانہ نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر حلالہ اس عورت کو حضرت رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ابوداؤد شریف ص۳۰۰)

اس حدیث شریف سے کھلم کھلا ظاہر ہوا کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تینوں طلاق کا حکم فرماتے۔ ورنہ ایک طلاق کی نیت پر قسم لینے کا کوئی معنیٰ نہیں ہوگا۔

اور حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا

قُلْتُ لِفَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ حَدِّثِیْنِیْ

میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

عَنْ طَلَاقِهَا فَقَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا وَّھُوَ خَارِجٌ اِلَی الْیَمَنِ فَاَجَازَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

کہا کہ اپنی طلاق کا واقعہ مجھ سے بیان کریں تو انھوں نے کہا کہ میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین طلاقیں دی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں کو برقرار رکھا (ابن ماجہ ص ۱۴۷)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے سب پڑ جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ بنت قیس کے لئے تینوں طلاقیں ثابت نہ فرماتے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَّ قَالَ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِیْ اَلْفًا فَقَالَ تَاخُذُ ثَلَاثًا وَّتَدَعُ تِسْعَ مِائَۃٍ وَّسَبْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا تین لے لو اور نو سو ستانوے چھوڑ دو (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷ ص ۳۳۴)

اس حدیث شریف سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فتویٰ واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقوں سے زیادہ دیدے تو تین طلاقیں اکٹھی پڑ جائیں گی اور باقی لغو ہو جائیں گی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرٍ کَانَتْ لَھُمْ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات میں مہلت تھی اب اس میں لوگ جلدی کر رہے ہیں تو بہتر

فِیْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَیْنَاهُ عَلَیْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَیْهِمْ۔

ہے کہ ہم اس کو ان پر نافذ کردیں۔ تو آپ نے ان پر اس کو نافذ کر دیا (مسلم شریف جلد ا ص۴۷۸)

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنا دیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہونگی۔

شارح مسلم حضرت علامہ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَمَالِكٌ وَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَاَحْمَدُ وَجَمَاهِیْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ یَقَعُ الثَّلَاثُ۔

جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق۔ تو حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور سلف و خلف کے جمہور عالموں نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی (مسلم شریف جلد ا ص۴۷۸)

لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر غلط، بیہقی، ابن ماجہ اور ابو داؤد شریف کی اوپر والی ساری حدیثیں غلط، چاروں ائمۂ مجتہدین اور سلف و خلف کے جمہور علمائے دین کا مذہب غلط، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں سب پڑ جائیں گی جس پر بہت سے بڑے بڑے محدثین گواہ ہیں وہ بھی غلط، اس کے بارے میں نواسۂ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث غلط۔ یہاں تک کہ صحابۂ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ قانون بنانا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی وہ بھی غلط اور صحابۂ کرام کا اس قانون کو مان لینا اور اس پر عمل درآمد ہونا سب غلط۔ البتہ ابن تیمیہ جو کئی صدی بعد پیدا ہوا صرف وہ صحیح ہے ـــ یعنی غیر مقلدوں کے نزدیک

حضرت عمر اور دیگر صحابۂ کرام وغیرہ نے نبوت اور شریعت کے مزاج کو نہیں سمجھا صرف ابن تیمیہ نے سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذلک عہ

ابن تیمیہ کون؟

ابن تیمیہ جو ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوا۔ وہ شخص ہے جس کو غیر مقلدین اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ مگر وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے یہاں تک کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کے سفر کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ بھی اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔

جیسا کہ عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تیمیۃ من الحنابلۃ وقد رد علیہ ائمۃ مذھبہ حتی قال العلماء انہ الضال المضل۔	ابن تیمیہ حنبلی کہلاتا تھا۔ حالانکہ اس مذہب کے اماموں نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے (تفسیر صاوی جلد اول صـ۹۶)

اور خاتم الفقہا والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انہ خالف الناس فی مسائل نبہ علیھا التاج السبکی وغیرہ	ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے جس کی نشاندہی حضرت

عہ غیر مقلدین طلاق سے ایک ہی پڑنے کی جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا ٹھوس جواب جاننے کے لئے جاء الحق وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

فماخرق فيه الاجماع قوله ان طلاق الحائض لا يقع وكذا الطلاق في طهر جامع فيه وان الصلاة اذا تركت عمدا لا يجوز قضاءها وان الحائض يباح لها الطواف بالبيت ولا كفارة عليها۔ وان الطلاق الثلاث يرد الى واحدة۔ وان المائعات لا تنجس بموت حيوان فيها كالفارة وان الجنب يصلي تطوعه بالليل ولا يؤخره الى ان يغتسل قبل الفجر وان كان بالبلد وان مخالف الاجماع لا يكفر ولا يفسق وان ربنا محل الحوادث۔ وقوله بالجسمية والجهة والانتقال وانه بقدر العرش لا اصغر ولا اكبر۔ وقال ان النار تفنى وان الانبياء غير معصومين وان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا جاه له ولا يتوسل به وان انشاء السفر اليه بسبب الزيارة

تاج الدین سبکی وغیرہ نے کی ہے۔ تو جن مسائل میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں —— حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی۔ اور نماز اگر قصداً چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں۔ اور حالت حیض میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔ اور کوئی کفارہ نہیں۔ اور تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں۔ اور بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ شہر میں ہو۔ اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لئے جہت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی اور یہ بھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی

معصية لا تقصر الصلاة فيه و سيحرم ذلك يوم الحاجة ماسة الى شفاعته اھ تلخيصا۔

مرتبہ نہیں ہے۔ ان کو وسیلہ نہ بنایا جائے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے۔ ایسے سفر میں نماز کی قصر جائز نہیں۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (فتاوی حدیثیہ صـ۱۱۶)

اور تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تيمية خذله واضله واعماه واصمه واذله۔ وبذلك صرح الائمة الذين بينوا فساد احواله وكذب اقواله ومن اراد ذلك فعليه بمطالعة كلام الامام المجتهد المتفق على امامته وجلالته وبلوغ مرتبة الاجتهاد ابى الحسن السبكى وولد التاج والشيخ الامام العز بن جماعة واهل عصرهم وغيرهم من الشافعية والمالكية والحنفية ولم يقصر اعتراضه على متاخرى الصوفية بل اعترض على مثل عمر بن الخطاب وعلى بن ابى طالب رضى الله تعالى

ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نامراد کردیا اور گمراہ فرمادیا اور اس کی بصارت و سماعت کو سلب فرمالیا۔ اور اس کو ذلت کے گڈھے میں گرادیا۔ اور ان باتوں کی تصریح ان اماموں نے فرمائی ہے جنھوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے اقوال کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔

جو شخص ان باتوں کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے جن کی امامت و جلالت پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں یعنی حضرت ابوالحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور حضرت تاج الدین سبکی کے فرزند۔ اور حضرت شیخ امام عزالدین بن جماعہ اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرے ——— اور ابن تیمیہ کے اعتراضات فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں بلکہ وہ تو اس قدر

عنهما۔ والحاصل ان لا یقام لکلامہ وزن بل یرمی فی کل وعر وحزن ویعتقد فیہ انہ مبتدع ضال ومضل جاھل غال۔ عاملہ اللہ بعدلہ واجارنا من مثل طریقتہ وعقیدتہ وفعلہ آمین۔

حد سے بڑھ گیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا ڈالا۔ خلاصہ یہ کہ ابن تیمیہ کی بکواسوں کا کوئی وزن نہیں بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ گڈھوں اور کنووں میں پھینک دی جائیں۔ اور ابن تیمیہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بدمذہب، گمراہ، دوسروں کو گمراہ کرنے والا جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۴)

اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مورخ ابو عبد اللہ بن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

حکایۃ الفقیہ ذی اللوثۃ۔ — ایک جنونی عالم کا بیان

پھر لکھتے ہیں۔

یتکلم فی الفنون الا ان فی عقلہ شیئاً (رحلۃ ابن بطوطہ مطبع دار بیروت صفحہ ۹۵ ومطبع خیریہ صفحہ ۶۸)

گو ابن تیمیہ کو بہت سے فنون میں قدرت کلام تھی لیکن دماغ میں کسی قدر فتور آگیا تھا (ترجمہ رئیس احمد جعفری ندوی صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ ادارہ درس اسلام دیوبند)

دماغ میں خرابی اور فتور ہی کی وجہ سے جب ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں اجماع امت کی مخالفت کی یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا تو اہل سنت

وجماعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے علمانے اس کا رد کیا اور اسے گمراہ و گمراہ گر قرار دیا۔ لیکن غیر مقلدین کہ جن کے دلوں میں کھوٹ اور کجی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کرلی اور اسے اپنا امام و پیشوا بنالیا۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ابن تیمیہ اور اس کی پیروی کرنے والے غیر مقلدین کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم۔

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز عہ

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر اور لچھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فارسیوں میں زرتشت۔ اور چین و جاپان والوں میں نفسیوس۔ اور بدھ و سقراط اور فیثاغورس یونانیوں میں۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کرسکتے۔ یہ انبیاء صلحا تھے۔ (ہدیۃ المہدی ص۸۵)

۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص۴۱۳ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد و عرف الجادی ص۲۴۷ مؤلفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

۳۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے

عہ اس باب کے سارے مضامین وحوالے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری کی تصنیف قطع الوتین سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں ۱۲ منہ

۱۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک ونجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے (بدور الاہلہ ص۱۵، دلیل الطالب ص۴۰۶، عرف الجادی ص۲۴۵)

۱۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں سود نہیں ہوتا جس طرح چاہے بیچے خریدے کمی زیادتی ہر طرح جائز ہے (دلیل الطالب ص۵۷۵)

۱۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (بدور الاہلہ ص۱۵ دیگر کتب بالا)

۱۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۷۱)

۱۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۲۵۶، دلیل الطالب ص۴۳۴ و ص۴۳۵)

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ (دلیل الطالب ص۲۵۰)

۱۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے (بدور الاہلہ ص۱۶)

۱۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی (بدور الاہلہ ص۳۳۳ و عرف الجادی ص۲۴۷)

۲۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص۲۵۴)

۲۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو (عرف الجادی ص۱۱۳)

نکاح کر سکتا ہے۔ اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو (ظفر اللاضی ص۱۴۱ و ص۱۴۲ نواب صاحب غیر مقلد کی و عرف الجادی ص۱۱۵)

۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الاہلہ ص۳۴۵ مؤلفہ نواب صاحب مذکور)

۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مر گیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں (دلیل الطالب ص۲۲۴)

۶۔ نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سور کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔ (بدور الاہلہ ص۱۶/۱۵)

۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے (دلیل الطالب ص۲۲۳ و بدور الاہلہ ص۱۸ و عرف الجادی ص۱۰)

۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک مالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (بدور الاہلہ ص۱۰۲ و دلیل الطالب و مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے (دلیل الطالب، عرف الجادی، البنیان المرصوص، بدور الاہلہ وغیرہا)

۱۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو بغیر غسل کئے قرآن شریف کو چھونا اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص۲۵۲، عرف الجادی، البنیان المرصوص)

۱۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں (بدور الاہلہ ص۱۰۱)

۲۲۔ غیر مقلدوں کے نزدیک مشت زنی کرنی۔ یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب و مستحب ہوتا ہے (عرف الجادی ص۲۱۴)

۲۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں (بدور الاہلہ ص۳۴۱)

۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں (عرف الجادی ص۲۵۷)

۲۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پاخانہ و پیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ و بو مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔ (عرف الجادی ص۹)

۲۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور وہ گنہگار ہے۔ (بدور الاہلہ ص۳۸)

۲۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (دستور المتقی)

۲۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلافِ سنت اور خارجیوں کی علامت ہے۔ (البنیان المرصوص ص۱۶۹)

۲۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (البنیان المرصوص ص۱۷۳)

۳۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے (بدور الاہلہ ص۳۹)

۳۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے (دلیل الطالب صـ۲۶۴، عرف الجادی صـ۲۲ بدور الاہلہ صـ۲۹)

۳۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی صـ۲۹)

۳۳۔ رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصداً کھا پی لیا تو غیر مقلدین کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں ہے (دستور المتقی صـ۱۰۲)

۳۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواجِ مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔ (البنیان المرصوص صـ۱۶۸)

۳۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خارپشت) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں (بدور الاہلہ صـ۳۵۱ وعرف الجادی صـ۲۴۳)

۳۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجادی صـ۲۲۹)

۳۷۔ نابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح ہے۔ (عرف الجادی صـ۳۸)

۳۸۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجوائے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے (اسرار اللغۃ پارہ ہشتم صـ۶۱)

۳۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی (روضۃ ندیہ صـ۲۱۱)

۴۰۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے (فتاوی حدیثیہ ص۸۷)

۴۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے (اسرار اللغت پارہ دہم ص۱۱۹)

۴۲۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کر لی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے (دیکھو فتوی مولوی عبداللہ غازی پور۔ مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

۴۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۰)

۴۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے (ہدیۃ المہدی ص۱۱۸)

۴۷۔ غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص۲۱۱)

غیر مقلدوں کے چالیس فریب

کتاب حقیقۃ الفقہ تصنیف غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح اور اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام مومن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ وہ حنفیوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انھیں غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے شروع سے آخر تک پوری کتاب فریب سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اس مقام پر اس کتاب کے صرف چالیس فریب نقل کرتے ہیں۔

(۱) حقیقۃ الفقہ صـ۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں سے شمار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان غیر مقلدوں کے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے۔ غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ۔ وہ بعض حنفی ہیں۔ اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے۔ جیسے زمخشری صاحب کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مُغرب و زاہدی صاحب قنیہ و حاوی و مجتبیٰ۔ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا؟ ــــــ بعض شافعیہ زیدی رافضی

ہیں۔ اس سے شافعیہ وشافعیت پر کیا الزام آیا؟ ـــــ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں۔ پھر اس سے حنبلیہ وحنبلیت پر کیا الزام آیا؟ ـــــ جانے دو رافضی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے۔ پھر معاذ اللہ۔ اس سے اسلام ومسلمین پر کیا الزام آیا؟ (فتاوٰی رضویہ جلد نہم ص ۲۸)

خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھتے تھے۔ جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ وبدمذہب ہیں۔

(۲) اور ص ۱۹۰ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹا ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ مسئلہ فتاوٰی عالمگیری میں ہرگز نہیں ہے۔

(۳) اور پھر اسی کتاب کے ص ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ پڑھیں۔

(۴) اور ص ۱۹۷ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ پیشاب حلال

جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری ہے اس لئے کہ در مختار میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے۔ دیکھئے جلد اول ص۱۴۰۔
اور جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی۔

(۵) اور ص۱۹۸ پر فتاوی عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ پاخانہ یا لید لگ کر خشک ہو گئی تو رگڑنے سے پاک ہے ـــــ عالمگیری میں یہ مسئلہ صرف چمڑہ کے موزہ کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے الخف اذا اصابته النجاسة ان كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنى يطهر بالحت اذا يبست (جلد اول ص۴۱)
لہذا غیر مقلدوں کا اسے مطلق لکھنا کہ ہر چیز میں پاخانہ یا لید لگے تو یہی حکم ہے یہ بھی ان کا فریب ہے۔

(۶) اور ص۲۰۲ پر در مختار کے حوالہ سے ہے کہ سوّر نجس العین نہیں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ مسئلہ در مختار میں ہرگز نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سور نجس العین ہے فنجعل لعنة الله على الكذبين۔

(۷) اور ص۲۰۳ پر منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ سوّر کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے اس لئے کہ منیۃ المصلی میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے ص۴۶ پر یہ ہے کہ سوّر اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے كل اهاب دبغ فقد

طھر جازت الصلاۃ معہ الا جلد الخنزیر و الآدمی۔

(۸) اور صفحہ ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ سوّر یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ جھوٹوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے صاحب ہدایہ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔

(۹) اور صفحہ ۲۴۷ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے صفحہ ۴۴ پر یوں ہے لا یجوز المسح علی العمامۃ۔ یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۱۰) اور صفحہ ۲۰۵ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ نماز جنازہ و عید کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لئے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ و عید کے لئے تیمم جائز ہے۔ حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ اور عید کے واسطے صرف اس صورت میں تیمم جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول صفحہ ۱۶۱ پر درمختار کی اصل عبارت یہ ہے۔ جاز لخوف فوت صلاۃ جنازۃ او فوت عید بفراغ امام او زوال شمس اھ تلخیصًا۔

(۱۱) اور صفحہ ۲۰۵ پر درمختار، ہدایہ، قدوری، اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ بجائے اللہ اکبر۔ اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا جائز ہے ـــــ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے کہ مذکورہ

چار کتابوں میں سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اکبار کبر کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے ڈھول۔ اور وہ یا توحیض کا نام ہے یا شیطان کا (دیکھئے شامی جلد اول صفحہ ۳۰۴ اور منیتہ المصلی صفحہ ۱۱۲ میں ہے ان قال اللہ اکبار لا یصیر شارعا وان قال فی خلال الصلاۃ تفسد صلاتہ لانہ اسم الشیطان۔ یعنی اگر ابتدا میں اللہ اکبار کہا تو نماز شروع نہ ہو گی اور اگر درمیان میں اس طرح کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اکبار شیطان کا نام ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام والزام اور کھلا ہوا فریب ہے۔

(۱۲) اور صفحہ ۲۰۰ پر عالمگیری کے حوالے سے ہے کہ امام قرأت شروع کرے تو مقتدی سبحانک اللھم پڑھ لے ـــــ فتاوی عالمگیری میں یوں ہے کہ جب امام آہستہ قرأت کرتا ہو تو مقتدی ثنا پڑھ لے اور جب وہ بلند آواز سے قرأت کرے تو نہ پڑھے (دیکھئے جلد اول صفحہ ۸۵) لہٰذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۱۳) اور صفحہ ۲۱۱ پر درمختار اور ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ـــــ حنفی عوام کو بہکانے کے لئے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے فنجعل لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَی الۡكٰذِبِيۡنَ۔

(۱۴) اور صفحہ ۲۱۲ پر مالابدمنہ کے حوالے سے ہے کہ لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنیٰ دریافت کئے تو نماز فاسد نہ ہوئی ـــــ

فارسی زبان میں دریافت کا معنیٰ ہے سمجھنا مگر اردو میں اس کا معنیٰ ہے پوچھنا۔ تو مالابدمنہ جو فارسی میں ہے اس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنیٰ سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

(۱۵) اور صہ ۲۱۳ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے ——— یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ یہ ہدایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۱۶) اور پھر صہ ۲۱۳ پہ درمختار اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے ہے کہ جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں ——— یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کتابوں میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ ایسا شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ یہ ہے کہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ درمختار جلد اول صہ ۵۳۶ میں ہے المصر هو كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول صہ ۱۳۵ میں ہے معنى اقامة الحدود القدرة عليها۔

(۱۷) اور صہ ۲۱۴ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو ——— یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو بلکہ یہ ہے کہ دو خطبے ہوں جن میں خدائے تعالیٰ

کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ہو، حضور پر درود ہو، کم سے کم ان میں ایک آیت کی تلاوت ہو، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہو، دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا ہو اور خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
——— البتہ شرح وقایہ میں یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار خطبہ شرط ہے۔ یعنی اگر کسی نے اتنا بھی خطبہ نہیں پڑھا تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

(۱۸) پھر صفحہ ۲۴۸ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔
——— یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام و الزام اور واضح فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۱۹) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف ہیں ——— یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ آیا ہرگز نہیں ہے۔

(۲۰) اور صفحہ ۲۴۹ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ایک مثل کی روایت لائق تصحیح ہے ——— یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۱) پھر اسی صفحہ ۲۴۹ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں ——— یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۲) پھر صفحہ ۵ میں منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ جب منھ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت کرنی جائز نہیں ـــــــ منیۃ المصلی میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حامد نے فرمایا کہ جب منھ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے (دیکھئے منیۃ المصلی صفحہ ۹۹) یعنی جائز نہ ہونا کسی کا قول نہیں ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی کھلی ہوئی مکاری ہے۔

(۲۳) پھر اسی کتاب صفحہ ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمۂ محدثین ضعیف ہے ـــــــ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۲۴) اور پھر اسی صفحہ ۲۵ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمۂ محدثین صحیح ہے ـــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے۔ لہذا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پڑھیں۔

(۲۵) اور صفحہ ۲۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں ـــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے۔ باطل ہے ـــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۲۷) اور صفحہ ۲۵۲ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۸) پھر اسی صفحہ ۲۵۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا [illegible] اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۲۹) اور صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ [illegible] کی مسافت میں قصر جائز ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے۔

(۳۰) اور صفحہ ۲۵۷ پر ہدایہ، شرح وقایہ اور [illegible] کے حوالہ سے ہے کہ وتر ایک رکعت بھی ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۱) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۲) پھر اسی صفحہ ۲۵۷ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین وتر کی روایت ضعیف ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں۔

(۳۳) اور صفحہ ۲۵۸ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے ــــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ

بھی نہیں ہے۔

(۴۳) پھر اسی ص۲۵۸ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین وعمار بن یاسر وابی بن کعب و ابو موسیٰ اشعری وابن عباس وابو ہریرہ وبراء بن عازب وانس وسہل بن سعد ومعاویہ وعائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ اور اسی طرف اکثر صحابہ وتابعین گئے ہیں ـــــ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے، غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۴۴) اور ص۲۵۹ پر درمختار، ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے۔ انھوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔

(۴۵) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات کی حدیث صحیح ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۴۶) اور ص۲۶۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۴۷) اور ص۲۶۲ پر ہدایہ وشرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ـــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں

ہے۔

(۳۹) پھر اسی صفحہ پر قدوری کے حوالہ سے ہے کہ دونوں رکعتوں میں قبل قراءت تکبیرات کہے ــــــ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۴۰) اور اسی کتاب حقیقۃ الفقہ کے ص۲۷ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے ایسے زمانہ میں جب کہ جہالت عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومۃ لائم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے ــــــ حنفی سنیوں کو غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح وقایہ جیسی معتمد کتاب کے حوالہ سے مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے گمراہ و گمراہ گر کی تعریف لکھدی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح وقایہ مولوی اسمٰعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی؟ ــــــ دعا ہے کہ خدائے عزوجل انھیں سچائی نصیب فرمائے اور مذہب حق اہلسنت وجماعت قبول کرنے کی انھیں توفیق رفیق بخشے۔ (آمین)

مختصر سوانح

حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۵۰ھ)

آپ کا نام نامی نعمان، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم وامام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں۔

آپ کے دادا مشرف باسلام ہوکر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔

آپ کے زمانۂ مبارکہ میں تقریبًا بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہے خصوصًا حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور حضرت انس وحضرت جابر وحضرت واثلہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیساکہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جیسے ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا (تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (تبییض الصحیفہ اردو ص۶)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے (تبییض الصحیفہ اردو ص۷)

ان احادیث کریمہ میں "ابنائے فارس" اور "رجال فارس" سے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث و فقہ حاصل کیا جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق نافع

مولیٰ ابن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، سعید بن مسروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن مہران اعمش، طاؤس بن کیسان، عبد اللہ بن دینار، عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن یسار، محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرتضیٰ ولید بن سریع مولیٰ عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو حنیفہ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے تو آپ گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس و تدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد و استنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا۔

آپ کے شاگرد بے شمار ہوئے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد لؤلؤی، ابو مطیع بلخی، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث نخعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف بن خالد، اسد بن عمرو اور نوح بن مریم وغیرہم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام کے استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع ملا

جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امور خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا۔ مگر اس کے باوجود حضرت امام اعظم کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ مسند۔ یں جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کیے گئے ہیں۔ جیسے یحییٰ ابن معین، وکیع بن جراح، مسعر بن کدام، عبداللہ بن مبارک امام ابو یوسف، احمد بن حنبل۔ اور بالواسطہ اصحاب صحاح ستہ یعنی حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم وغیرہ بھی حضرت امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے۔

زرقانی شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کیے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی مرویات پانچ سو ہیں۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ چھ سو سڑسٹھ ہیں۔

اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ ابن خلدون کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ اس کا قول ہے بلکہ اس نے دوسرے کا قول حکایۃً نقل کیا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبعمائۃ لکھا تھا اور کاتب کی غلطی سے سبعۃ عشر ہو گیا۔ یا از راہ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لیے کہ بقول حضرت ملا علی قاری حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراسی ہزار مسائل حل فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل

معاملات کے بارے میں ہیں۔

اگر آپ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل پر نہیں حل کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے، نہ اکابر علماء حدیث آپ کو استاذ آپ کے لئے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے۔

غرضیکہ غیر مقلدوں کا یہ پروپگنڈہ کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپ کے علم سے حسد ہوگا اور یا تو وہ آپ کے علم سے جاہل ہوگا۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحج، سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الامالی محمد بن زیاد وغیرہا کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر، کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المفقود وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا اور آپ کے آستانہ عالیہ پر حنفیوں کے لئے مدرسہ حنفیہ قائم کیا (ماخوذ از تبییض الصحیفہ، خیرات الحسان، حدائق الحنفیہ، مفید المفتی، سوانح امام اعظم)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مولٰنا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعظیم اور محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی کیسی ہی محبّت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صُورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبّے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصُول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان ص۵-۶ مطبوعہ لاہور)

اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مولٰینا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان ص۶-۷ مطبوعہ لاہور)